

کر دیا، یہاں تک کہ پھول کی شاخ کا سایہ بھی مجھے کا لالہ سر ہلایا سانپ دکھائی دیتا ہے۔

بجنوری مرحوم اس شعر کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

” ہندوستان میں مغلوں کے زمانے کے بہت سے باغ ویران اور غیر آباد پڑے ہیں۔ سنگ مرمر اور سنگ رخام کی بارہ دریاں شکستہ و افتادہ ہیں۔ جہاں شہزادے اور بیگمات رہتی تھیں، وہاں اب جنات اور پرپیوں کا مسکن ہے۔ جن روشوں پر کافوری شمعیں روشن تھیں، وہاں اب جگنو اڑتے ہیں۔ نباتات نے دست انسانی کی قطع و برید سے آزادی پا کر ایک عجیب آوارگی اختیار کر لی ہے۔ پانی کے پاس درختوں کے سائے میں جو لوہے ہوتے ہیں، وہ اکثر طویل اور نازک تن ہوتے ہیں، جن کی شاخیں پتلی ہونے کے باعث پھول کے وزن سے بھی جھک جاتی ہیں، اور ہوا کے ذرا سے جھونکے میں ادھر سے ادھر لہرانے لگتی ہیں۔ شام کے وقت ان شاخوں کا عکس سبزے پر بعینہ سانپ کی طرح نظر آتا ہے۔ اگر طبعیت پر مانیہ، وحشت اور ہول کا اثر ہو تو اس افغی سے ڈرنا کوئی عجب نہیں۔“

۲۔ لغات - زہراب : وزہر ہلایا پانی۔

شرح : جس طرح تلوار کو زہر میں بھجانے سے اس کے جوہروں پر سبزی مائل رنگ آ جاتا ہے، اسی طرح میں وہ سبزہ ہوں، جسے زہر بھرا پانی اگاتا ہے۔

۳۔ شرح : میرادل ٹوٹ گیا۔ ایک آئینے کے بے شمار ٹکڑے ہو گئے۔ اب میرے مقصد کا عکس ایک ایک ٹکڑے میں نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مجھے آئینہ خانے میں لیے جا رہا ہے۔